ڈاکٹر محمد حمید اللہ

فرانس میں مسلمان

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب حیدر آباد دکن کی عثمانیہ یونیورسٹی میں بین الاقوامی قانون کے پروفیسر تھے۔ ریاست پر بھارتی قبضہ کے بعد فرانس میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ کیونکہ پیرس میں اسلامی علوم کی تحقیق و مطالعے کے لئے غیر معمولی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ پیش نظر مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے فرانس میں مسلمانوں کے ماضی اور حال پر روشنی ڈالی ہے۔

آج صرف شہر پیرس میں مسلمان پانچ لاکھ کی تعداد میں آباد ہیں۔ فرانس میں اسلام کے عمل و دخل کا قصہ بہت پرانا اور بہت عجیب ہے۔ ۶۴۶ء میں خلافتِ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مسلمانوں کا ایک لشکر اسپین کے جنوبی حصے میں داخل ہوا۔ اور اس علاقے کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ دو نسلوں کے بعد ۷۱۱ء میں اپنی متذکرہ اندلس کی نو آبادیوں کی اعانت کے لئے طارق اپنی فوج لے کر آیا اور ایک چٹان پر اُترا۔ جسے آج بھی جبل الطارق کہتے ہیں۔ اور یہی لفظ انگریزی میں بگڑ کر "جبرالٹر" بن گیا۔ طارق کے آتے ہی جنوبی اسپین، پرتگال اور جنوب مغربی فرانس نے اسلام کی حکومت کو قبول کر لیا۔

۷۲۰ء میں طولاؤزا در بوردو، یورپ کے دو اور صوبے دمشق کی خلافت کے زیر نگین آگئے۔ اسی سال الغافقی گورنر اسپین نے مغربی فرانس کی تسخیر کے لئے ایک مہم کی قیادت کی اور وہ طیرزا اور طورس فرانسیسی علاقوں تک جا پہنچا۔ ایک روز شب میں جبکہ لڑائی بند تھی پُر اسرار طریقے پر یہ گورنر اور فوجی کمانڈار شہید کر دیا گیا اور مسلم فوج نے واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ لیکن شکست کھا کر نہیں تاہم اثنائے راہ میں اس فوج کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ انہیں بہت دق کیا گیا۔

اسپین کے نئے اسلامی گورنر نے از سر نو فرانس پر چڑھائی کرنے کے ارادے پختہ و پُر کئے ہی تھے کہ شمالی افریقہ میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ان کی تمام تر توجہات ادھر مبذول ہو گئیں اور مغربی فرانس کو جانے والی مہم التوا میں پڑ گئی۔ تاہم جنوبی فرانس پر برابر ایک برس تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔

حال میں اثریاتی تفتیش اور کھدائی سے عربوں کی مسجدیں، ان کے ہتیار اور ان کے بے شمار تبرکات منظرِ عام پر آئے ہیں۔ جنوبی فرانس کے بعض قدیم گرجاؤں کی محرابوں اور ستونوں پر اب تک عربی کے کتبے مرتسم

ہیں۔ اور یہ تھی پہلی یورش۔

واقعات ماسبق کے دو سو سال بعد ۱۰۹۰ء میں ٹیونس کے اسلامی گورنر نے سسلی، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور جنوبی فرانس پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ تھی اسلام کی دوسری رو۔

اس عہد عتیق میں نہ جانے کتنے فرانسیسی مسلمان ہوئے ہوں گے۔ عربی سیکھی ہو گی اور اپنی مادری زبان فرانسیسی کو عربی رسم الخط میں لکھا ہو گا۔ حالانکہ ہمارے پاس ہسپانوی اور پرتگیزی ترجمے موجود ہیں جو اس دور میں قرآن کے کئے گئے تھے اور عربی رسم الخط میں بزبان ہسپانوی اور پرتگیزی لکھے گئے تھے۔ لیکن اس عہد کے فرانسیسی اسلام کے شواہد بالکل معدوم ہو چکے ہیں حتیٰ کہ مسلم قبور اور مزارات بھی باقی نہیں۔

اس کے بعد کی صدیوں میں صلیبی جنگوں نے فرانس کو اسلام کے قریب لانے میں معاونت کی۔ تاہم ہماری معلومات اس دور سے متعلق بہت کم ہیں کہ سفارتی مشن، تجارتی مشن، جنگی قیدی، ان میں سے کسی کا سراغ نہیں ملتا ہے۔

انیسویں صدی کے اوائل میں فرانس نے ترکی کی مشکلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شمالی افریقہ کے ترکی مقبوضہ الجیریا پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر فوراً بعد طیونس، وسطی افریقہ اور مراکش پر بھی قابض ہو گیا۔

پھر رفتہ رفتہ فرانس کی ان مقبوضات کی مسلم رعایا مزدوروں اور ملازموں کی شکل میں یورپی فرانس میں داخل ہونا شروع ہوئی اور اس کے بعد تاجر اور دوسرے پیشہ ور بھی آنے لگے، اور یہیں مستقلاً متوطن ہو گئے۔ یہاں ان لوگوں نے فرانسیسی عورتوں سے شادیاں کر لیں اور اس طرح آبادی کا جزو ہو کر رہ گئے۔

پہلی جنگِ عظیم کے ختم ہونے پر حکومت فرانس نے اپنی نومسلم آبادیات کی رعایا کو یورپی فرانس میں نقلِ وطن کرنے کی ہمت افزائی کی۔ اور اس کے وجوہات یہ تھے۔ اوّل تاکہ انہیں مزدور سستے مل جائیں۔ کیونکہ یورپ کے مزدوروں کو نسبتاً بہت گراں اُجرتیں دینی پڑتی تھیں۔ اور فرانس کی آبادی مسلسل گھٹ رہی تھی۔ ثانیاً تاکہ شمالی افریقہ بالخصوص الجیریا میں ان کے بدلے زیادہ یورپین آباد کئے جائیں۔ تاکہ عیسائی اکثریت میں آجائیں۔ کیونکہ ان نوآبادیوں کے مسلم باشندے فرانسیسیوں کی تمام مساعی تبلیغ کے باوجود اسلام ترک کر کے عیسائیت اختیار کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ اور اس باب میں فرانس کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ لہٰذا اپنی اکثریت بنانے کی خاطر یہ تدبیر اختیار کی گئی۔ چنانچہ محض پیرس میں آج مسلمانوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے اور تمام فرانس میں ایک ایک قریہ ایک ایک دیہات میں وہ پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کو ہر جگہ مسلمان ملیں گے۔

۱۹۲۴ء میں پیرس میں جو جامع مسجد تعمیر کی گئی، وہ بے حد دلفریب ہے۔ مسلم سیاح اسے دیکھنے آتے ہیں۔ پانچوں وقت اس کے بلند مینار سے بانگِ اذان منتشر ہوتی ہے۔ پیرس کے مضافات میں بمقام بوبگنی مسلمانوں کا ایک

اسپتال بھی ہے اور یہاں کے ڈاکٹروں کی اکثریت مسلمان ہے۔ اس اسپتال سے ملحق ایک مسجد اور ایک قبرستان بھی ہے۔

شمالی افریقہ کے مسلم عمال نے سیاسی حدود کو بھی عبور کر لیا ہے۔ اور اب وہ آپ کو بلجیم، لکسمبرگ، حتیٰ کہ جرمنی میں بھی بکثرت اور جابجا ملیں گے۔

فرانسیسی کارخانوں نے فنی اور تکنیکی تعلیم و تربیت کا بھی دروازہ ان پر کھول دیا ہے جس کے سبب آج اعلیٰ ماہرین اعلیٰ عہدوں اور اعلیٰ مشاہروں پر فائز ہیں یہ مسلمان آپ کو فرانس کے ہوائی جہازوں کے کارخانوں، ریلوے انجنوں کے کارخانوں، موٹروں کے کارخانوں اور گولہ بارود اور اسلحہ ساز فیکٹریوں میں بطور اعلیٰ انجینئر کام کرتے ہوئے ملیں گے۔

ان میں سے سینکڑوں سول انتظامیہ میں ملازم نظر آئیں گے۔ ان میں سے لاکھوں نے فرانسیسی دوشیزاؤں سے شادی کر کے انہیں مسلمان کر لیا ہے۔ خود جو فرانسیسی اسلام قبول کر چکے ہیں ان کی تعداد صدہا ہے اور ان میں اعلیٰ عہدیدار بھی ہیں، تاجر بھی ہیں، اہلِ علم بھی ہیں، بوڑھے بھی ہیں، جوان بھی ہیں۔

الجیریا کے رہنے والوں کی انجمن نے جسے جمعیۃ العلماء سے موسوم کیا جاتا ہے جابجا شبینہ مدارس کھول رکھے ہیں جہاں بچوں اور بالغوں کو عربی زبان اور اسلام کی مبادیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مخصوص سیاسی اور نفسیاتی اسباب کے تحت فرانسیسی عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات، ارتکاب زنا، مے نوشی اور مسکرات نوشی، ان اسلامی نو آبادیوں میں بہت سرعت سے کم ہو رہی ہیں اور لوگ پنج وقتہ نماز کی پابندی اور رمضان کے پورے روزے رکھنے میں عجیب سرگرمی دکھا رہے ہیں۔

نو مسلم اصحاب و خواتین کا رجحان رو بہ ترقی ہے کہ وہ عربی زبان یا کم از کم عربی رسم الخط سیکھیں اور اس رسم الخط میں اپنی فرانسیسی لکھیں تاکہ بین الاسلامی خط و کتابت اور افہام و تفہیم کی تکمیل ہو سکے۔ اور تجربات سے عربی رسم الخط فرانسیسی لکھنے کے لئے نہایت کافی اور موزوں ثابت ہوا ہے۔

فرانس کے بعض اقطاع میں اور خصوصاً گیس کونی میں مسلمانوں نے اراضیات بھی خریدی ہیں اور اب بطور مزارع اور زمیندار آباد ہو گئے ہیں۔

ابھی صوبوں میں مستقل مسجدیں تو نہیں ہیں۔ لیکن عارضی طور پر کمرے کرایہ پر لے کر ان سے مسجدوں کا کام لیا جا رہا ہے۔ پیرس میں چند دکانوں پر اسلامی طریقہ سے ذبیحے کا گوشت فروخت ہوتا ہے۔

اسلامی ہوٹل اور ریستوران بے شمار ہیں۔

پیرس میں مذہبی اور دیگر قسم کے بکثرت اسلامی ادارے ہیں۔ چونکہ شمالی افریقہ کے مسلمان یہاں کثیر تعداد میں ہیں لہٰذا ان کی انجمنیں دینی، فلاحی، تعلیمی و سیاسی بکثرت ہیں۔ سب سے بڑی انجمن کا نام "سنٹر کلچر اسلامک" ہے پیرس میں رہنے والے مسلمان اس کے ارکان ہیں۔ اس کی مجلس منتظمہ میں ایک درجن ممالک کی نمائندگی ہے اور

فرانس، پولینڈ، یوگوسلافیا، سیاہ افریقہ وغیرہ کی نمایندگی بھی ہے۔

یہ انجمن تمام اہم مذہبی تیوہار مناتی ہے۔ عیدین اور یوم میلاد النبی صلعم بڑے تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے اسلامی علوم ومباحث پر لکچروں کا بندوبست بھی یہ انجمن کرتی ہے جس میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بکثرت شریک ہوتے ہیں۔

فرانسیسی زبان میں اس انجمن کی جانب سے کتابوں کی اشاعت بھی ہو رہی ہے۔ چھوٹے چھوٹے پمفلٹ کے علاوہ سیرت نبوی صلعم پر ایک ہزار صفحات کی کتاب زیر طبع ہے۔ ایک ماہوار رسالہ بھی جاری ہو رہا ہے۔

پیرس اسلامی علوم کی تحقیق ومطالعہ کے بہترین مواقع مہیا کرتا ہے۔ یہاں السنۂ اسلامیہ اور علوم اسلامیہ کے یونیورسٹی میں متعدد مناصب ہیں۔ بائبوا تھیک نیشنل اور السنۂ مشرقیہ کے اسکول میں اسلامی علوم پر مطبوعات اور مخطوطات کا کثیر ذخیرہ ہے۔ اسی طرح لورے کے میوزیم میں موسی ڈے لاہوے میں نیشنل آرکیوز میں بغایت دلچسپ ذخائر کتب ہیں۔ یہاں کے ثانوی مدارس میں مثلاً لائس ہنری فورتھ اسکول میں عربی تعلیم کا بندوبست ہے۔ یونیسکو اور ڈپلومیٹک ایسوسی ایشن فرانس اورینٹ، فرانس ترکی، فرانس ایران، فرانس مصر بھی اسلامی علوم وثقافت کو اجاگر کر رہے ہیں۔ یہاں کا ریڈیو بھی اسلام اور مسلمانوں کے متعلق معلومات نشر کرتا ہے لیکن بادلِ ناخواستہ۔ (الارشاد)

افکارِ غزالی

امام غزالی کے شاہکار "احیاء العلوم" کی تلخیص اور ان کے افکار پر سیر حاصل تبصرہ۔ ایک لاجواب علمی مرقع۔

صفحات ۵۰۰۔ قیمت ۸/۸ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور